صبیحہ

تین کہانیاں ...... ایک خیال

One of the qualities of literature is universality. The ...riter of the following article has related three short stories ...ach representing three different eras and culture and ...xpresses in three different languages, Punjabi, English and ...rdu but share the same central idea i.e. the misery of ...ensitive women bound to obey the traditions but actually ...esire to fulfil their natural desires.

روٹی کپڑا اور مکان انسان کی بنیادی ضرورتیں ہیں۔ ان جسمانی ضروریات کے لیے ہر شخص تگ و دو میں مصروف ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ کچھ جذباتی اور روحانی ضروریات بھی انسان سے وابستہ ہیں۔ جن کی تکمیل جسمانی ضروریات کی طرح ضروری اور ناگزیر ہے۔ ان ضروریات میں سے ایک محبت ہے۔ ہر شخص چاہنا اور چاہے جانا چاہتا ہے۔ جسمانی صحت کے لیے محبت اتنی ہی اہم ہے جتنا کہ سانس لینا۔ مرد اس کی خواہ تمام ضروریات پوری کرے اس کو ہر آسائش مہیا کرے لیکن اگر محبت کا خلا باقی رہے تو یہ چیز اس کی روحانی بے چینی اور ایک طرح کی جان کا روگ بنا سکتی ہے۔ اپنے من پسند شخص کی محبت پانا یا چاہنا اور اس کی محبت میں خود کو فنا کر دینا اس کا حق ہے اور کبھی کبھی تو یہ دونوں ہی سلسلے ایک ساتھ قلب کی تسکین ہیں۔ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ محبت کا حق نہ معاشرہ اسے دیتا ہے اور نہ خاندان

وہ معاشرے اور مذہب کے مقرر کردہ اصولوں کو مد نظر رکھ کر ایک شخص کا انتخاب کرنے پر مجبور ہے اور کبھی کبھی تو یہ انتخاب کا حق بھی اسے نہیں ملتا۔ اسی انتخاب میں محبت کا حصہ کہیں نہیں ہے۔

مرد کے لیے دوسری، تیسری اور چوتھی شادی کا جواز موجود ہے مگر عورت کیا کرے۔ اگر وہ شادی کے بعد کسی کی محبت میں گرفتار ہو جائے اگر اس کا روحانی جوڑا اس کی محبت، اسے شادی کے مقدس بندھن میں بندھنے کے بعد ملے تو وہ کیا کرے، اس کا آسان سا جواب تو یہ ہو سکتا ہے کہ وہ آزاد ہے کہ اپنے شوہر کو چھوڑ کر اپنے من پسند مرد کی جانب رغبت کا اظہار کرے مگر یہ کہنا جتنا آسان ہے۔ معاشرتی سطح پر اتنا ہی معیوب اور قابل مذمت عمل۔ بات کسی اخلاقی قدر، اور مذہبی اصولوں کی نہیں۔ ایک جذبے اور ضرورت کی ہے جس کی تین زبانوں کے ادیبوں نے عام سطح سے بلند ہو کر محسوس کیا اور یوں تین کہانیاں تخلیق ہو کر اردو، انگریزی اور پنجابی ادب کا حصہ بنیں۔ امرتا پریتم، پنجابی ادب کا ایک مانا ہوا نام ان کا ناولٹ "اک سی انیتا" (ایک تھی انیتا) ٹامس ہارڈی کی کہانی In Imagnative Women (ایک تخیل پرست عورت) اور مظہر السلام کا مختصر افسانہ "جاگتے سمندر کے کنارے سوئی ہوئی لڑکیاں" تینوں کہانیوں کا مرکز عورت کی محبت ہے۔ عورت جنس کے لیے محبت سے اہم کچھ نہیں مگر شادی شدہ عورت کے لیے محبت شجر ممنوع ہے۔ وہ سماج کے لگے بندھے اصولوں کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے پر مجبور ہے۔ جہاں رشتے اس کا دامن پکڑتے ہیں اور عورت کے وجود سے وابستہ قربانی اور وفا کا اعلیٰ معیار اس کے دل کی آواز کو دبا دیتا ہے "ایک تھی انیتا" ایک شادی شدہ عورت ہے۔ جو اپنے شوہر اور سسرال والوں کے ساتھ ایک لگی بندھی زندگی گزار رہی ہے۔ اس کا شوہر ایک اوسط ذہنیت کا ایک شریف آدمی ہے جو انیتا کا شوہر صرف شوہر ہے مگر محبوب نہیں۔ انیتا کی ذات دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے ایک طرف وہ عورت ہے جو جسمانی طور پر اپنے شوہر کے ساتھ زندگی بسر کرتی ہے جب کہ اس کی ذات کا دوسرا حصہ اس جسم سے

Scanned by CamScanner

کہیں دور محبت کا متلاشی اپنے محبوب کی بانہوں میں جھولتا ہے اور ایک دن خوابوں کا شہزادہ حقیقت کا روپ دھار کر ساگر کی صورت میں اس سے آن ملا۔ مگر اس ملاقات سے انیتا کے ذہن اور دل کی کشمکش بڑھ گئی۔ حالات، معاشرہ، سماج، دھرم، شوہر کا رویہ ہر چیز اس کی محبت کے آڑے آنے لگی اس کا راستہ روکتی۔ ذہنی طور پہ وہ ہر وقت ساگر کے سپنوں میں کھوئی رہتی مگر جسم حقیقت کی دنیا میں چلتا پھرتا۔ اس کشمکش نے انیتا کو بے وفائی کے احساس جرم میں مبتلا کر دیا اور اس نے ساگر کو خود اپنے ہاتھوں گنوا دیا۔ سماج اور دھرم کی جنگ میں انیتا کی محبت ہار گئی۔ جسم و جاں ایک نہ ہو سکے۔ ساگر کے نہ ہو سکے۔ قلب و جسم کی کشمکش ایک بار پھر سے اور وہ واپس حقیقت کی دنیا میں خود کو گھسیٹنے لگی۔ مگر بے وفائی کے احساس جرم نے اسے مجبور کیا کہ وہ اپنے شوہر سے اس کا اعتراف کرے۔ وہ خود کو مزید اس دوہری زندگی کے عذاب میں مبتلا کرنے کے لیے تیار نہ تھی۔ سو اس نے اپنے شوہر کو چھوڑ دیا۔ کشمکش تو ختم ہوئی۔ مگر کھوئی ہوئی محبت کی تلاش ایک بار پھر اس کو بھٹکانے لگی۔ ساگر سے دوبارہ ملاقات ہوئی۔ مگر جب جسم و جاں کے ایک ہونے کا وقت آیا تو اخلاقیات اور دھرم نے وصال کا وہ لمحہ چھین لیا۔ جو شاید اس کی زندگی کو نئی ڈگر پہ لے جاتا۔ مگر وہ لمحہ آیا اور گزر گیا وہ ایک بار پھر محرومِ محبت رہ گئی۔ ذہنی مطابقت نے اسے اقبال نامی شخص سے قریب کیا۔ گو کہ وہ ساگر تھا اور نہ ہی اس کا محبوب۔ مگر وہ اپنی کھوئی ہوئی محبت کا کفارہ چاہتی تھی۔ وہ محبت پانا چاہتی تھی۔

"ساگر، اپنی زندگی کی راہ میں چلتے چلتے اس جگہ آ گئی ہوں جہاں سے
کئی پگڈنڈیاں کئی جگہوں کو جاتی ہیں۔۔۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ بھی
پگڈنڈیاں تمہاری طرف جاتی ہیں"۔

انیتا ان عورتوں میں سے ہے جن کی زندگی محبت کے دائرے میں گھومتی ہے محبت ہی اس کا سرمایہ حیات ہے اور محبوب اس کی منزل۔ وہ اپنے عقیدۂ محبت کے بارے میں سوچتی ہے:

"میں مذہبی خیال کی عورت نہیں ہوں لیکن سوچتی ہوں کہ ہر انسان کا ایک

Scanned by CamScanner

مذہب ہوتا ہے۔ ایک عقیدہ ہوتا ہے۔ ایک خدا ہوتا ہے۔ لیکن میرے خیال میں یہ مذہب، یہ عقیدہ، یہ خدا، ہر کسی کا الگ الگ ہوتا ہے۔ اس لیے کسی کا مذہب میرا مذہب نہیں۔ کسی کا عقیدہ میرا عقیدہ نہیں اور کسی کا خدا، میرا خدا نہیں۔ کسی کے لیے محبت مذہب ہو سکتی ہے، اس کا عقیدہ ہو سکتا ہے اور ایک انسان خدا ہو سکتا ہے اور کسی کا مجھے علم نہیں۔ لیکن میرے لیے اسی طرح ہے۔ تم میرے خدا ہو۔ تمہاری محبت میرا مذہب ہے اور تمہاری تلاش میرا عقیدہ۔ ایک انسان کی طرح تمہارا وجود ہے اور میرے لیے ایک خدا کی طرح تم مستور بھی ہو"۔

اس عقیدت مندانہ محبت کا جنون اس کے بیٹے کی صورت میں ظاہر ہوا جو اس کے محبوب کی شکل وصورت سے مشابہ تھی۔ اس بیٹے نے انفیا کی زندگی کو ایک مقصد عطا کر دیا مگر عشق لا حاصل کی تڑپ کم نہ ہوئی اور آخر کار یہی عشق اس کی موت کا سبب بنا اور یوں ایک عورت کی بھٹکی اور پیاسی زندگی کی کہانی۔ "ایک تھی انفیا" مکمل ہوئی۔

An Immaginative Women (تخیل پرست عورت) ہارڈی کی مختصر کہانیوں میں سے ایک ہے۔ اس کہانی کا مرکزی کردار بھی ایک عورت ایلا ہے۔ وہ اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ روایتی اور خوشحال زندگی گزار رہی ہے مگر اس کی زندگی میں کوئی کمی، کوئی کمی باقی ہے جو اسے بے چین رکھتی ہے۔ اس کا شوہر ایک کاروباری ذہنیت کا عام سا آدمی ہے مگر ایلا کا محبوب نہیں۔ وہ اس کی اچھی ساتھی ہے اس کی عزت کرتی ہے اس کو شوہر کا درجہ دیتی ہے مگر محبت کرنے اور اپنی محبت کے تقاضے سمجھانے سے قاصر ہے۔ وہ شاعری میں اپنے جذبات ڈھالتی اور فرضی مردانہ نام سے اسے چھاپتی ہے۔ اس کے شاعرانہ خیالات شاعر رابرٹ سے بہت مماثلت رکھتے ہیں وہ اس کے بارے میں غیر معمولی جذبات رکھتی ہے۔ یہ بے نام تعلق اس وقت محبت کے رنگ میں ڈھلتا ہے جب ایلا کو عارضی طور پر اس گھر میں رہنے کا موقع ملا

Scanned by CamScanner

یہ مکان رابرٹ رہائش پذیر تھا۔ رابرٹ نے رضاکارانہ طور پہ یہ گھر ان کی رہائش کے لیے خالی کر دیا۔ یہ جانے بغیر کہ جو عورت اس گھر میں رہنے جا رہی ہے وہ اس کی پرستار ہے۔ ایلا کو اس کی تمام چیزوں نے رابرٹ سے قلبی اور ذہنی طور پہ اس طرح قریب کر دیا کہ محبت نے جنم لیا۔ پھر شدید انتظار کے بعد بھی رابرٹ سے تمام تر کوششوں کے باوجود وہ نہ مل پائی اور واپس اپنے گھر گئی۔ گھر جا کر ہی اس نے اخبار میں پڑھا کہ قنوطیت کے شکار رابرٹ نے خودکشی کر لی۔ ایلا کو شدید دکھ ہوا۔ اب وہ دن رات رابرٹ کی تصویر میں اپنی کھوئی ہوئی محبت تلاشتی۔ اس دوران وہ پھر سے امید سے تھی وہ رابرٹ کے متعلق ہی سوچتی رہتی۔ جوں جوں اس کے بچے کی پیدائش کا وقت قریب آتا وہ اپنی زندگی سے مایوس ہوتی جاتی۔ اس نے رابرٹ سے اپنی محبت کا اعتراف اپنے شوہر سے کیا۔ اس نے قبول کیا کہ وہ ذہنی بے وفائی کی مرتکب ہوئی ہے۔ اور رابرٹ کے ہم شکل بیٹے کو جنم دیتے ہوئے اس جہان فانی سے کوچ کر گئی۔ رابرٹ یقیناً اس کا کوئی اپنا تھا اس کے شوہر سے زیادہ اپنا۔ وہ سوچتی ہے۔

"She thought how wicked she was, a woman having a husband and three children, to let her mind stray to a stranger in this not a stranger! She knew his thoughts and feelings as well as she knew her own".

ہارڈی کا افسانہ ایک تخیل پرست عورت درحقیقت ایسی عورتوں کی کہانی ہے جن کی زندگی اور محبت کے متعلق روایتی تصور سے بہت مختلف ہے۔ جنہیں بظاہر ایک اچھی خوشحال ازدواجی زندگی گزارنے کا موقع ملا۔ مگر جن کی روح پیاسی تھی مگر ان کے شوہر ان کی جذباتی اور روحانی ضروریات کو سمجھنے سے قاصر تھے اور شاید اگر وہ جان بھی لیتے تو سمجھ نہ پاتے۔ اور سمجھ سکتے بھی تو شاید ان کی نظر میں اس کی وقعت نہ ہوتی۔

Scanned by CamScanner

محبت کی ایک کہانی کا ایک ایسا ہی خیال مظہرالسلام کے ایک افسانے "جاگتے سمندر کے کنارے سوئی ہوئی شہزادیاں" میں ملتا ہے۔ اس کہانی میں دو بوڑھی عورتیں محفل سے الگ ہٹ کر بیٹھی ایک دوسرے کو اپنی زندگی کی کہانی سناتی ہیں۔ دونوں کی زندگیوں میں فرق صرف یہ ہے کہ ایک کی زندگی میں محبت کا کوئی رنگ نہیں، جبکہ دوسری عمر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد اس محبت میں مبتلا ہوئی ہے جو اسے کئی برس پہلے ہوئی تھی۔ مگر شادی شدہ زندگی میں اس مجبوری کی دیوار نے اسے اس محبت کے اظہار کی اجازت نہ دی۔

"مگر شادی زندگی کے بعد جب وہ شخص مجھ سے ملا جو عمر میں مجھ سے
کچھ زیادہ تھا تو مجھے محبت کا احساس ہوا وہ ساری رات میرے دل کی
دھڑکنوں میں صدا لگاتا رہتا تھا۔ جاگتے رہو اور میں یہ سوچ کر کہ
لوگ کیا کہیں گے، سوتی بنتی رہی۔ اس وقت میری آدھی سے زیادہ
زندگی گزر چکی تھی اور مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ چانک میرے
ساتھ کیا ہو گیا ہے۔ میں نے سوچا لوگ کیا کہیں گے یہ کوئی عمر ہے۔ میں
نے 45 سال کی عمر میں پہلا خوبصورت خواب دیکھا تھا۔ مگر مجھے سمجھ
نہیں آ رہی تھی کہ زندگی کو پھر سے کیسے شروع کروں۔
اب خود مجھے احساس ہوتا ہے کہ میں نے بہت کچھ کھو دیا لوگوں کے
خوف سے باتوں کے ڈر سے، وہ مجھے سمندر کی طرح بلاتا رہا مگر میں
ڈری اور سہمی ہوئی کسی کشتی کی طرح کنارے سے لگتی جا رہی تھی۔۔۔ وہ
مجھے آوازیں دیتا رہا۔ میں لوگوں کی باتوں کے خوف سے اٹھارہ سال کا
موڑ موڑ کر پھر 45 سال کی سڑک پر آ گئی جہاں وہ بہت دور رہ گیا"۔

ان تینوں کہانیوں میں زمانے، معاشرے اور تہذیب و تمدن کا فرق نمایاں ہے۔ انگریزی کی کہانی وقت کی مثالی دنیا سے اخذ کی گئی۔ کئی برس پہلے کی بات ہے جہاں عورت اپنے

نام کے ساتھ اظہار کی کسی بھی صورت کو اپنانے سے قاصر تھی خواہ وہ شاعری ہو یا نثر۔ ایک
انیس کا زمانہ پچھلی صدی کا زمانہ جہاں ہندو معاشرے کے اپنے قواعد و اصول ہیں۔ عو
جگہ زمین پر اور مرد کا مقام عرش پر ہے۔ مظہر اسلام کا افسانہ دورِ حاضر کا شاہکار ہے جہاں
سائنس اور تعلیم نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔ مگر ان تمام کہانیوں میں زمانے اور معاشرے کے
فرق کے باوجود عورت کا وجود، اس کی محبت، اس کی حدود ایک ہی ہیں۔ وہ لوگوں، زمانے اور
دھرم کے ہاتھوں بے بس ہے۔ اس کے لیے جیون ساتھی زندگی کے انتخاب میں اولین بنیاد
محبت ہے۔ مگر کہیں بھی اس بنیاد پر اس کو انتخاب کا حق نہیں ملا۔ شادی شدہ عورت کے جذبات
میں بھٹکنے اور بہکنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ تین بڑے ادیبوں نے اس حساس موضوع پر بہت
خوبصورتی سے اظہار خیال کیا۔ تینوں کہانیوں کو مختصر اور طویل افسانے (ناولٹ) کی شکل میں
لکھا گیا ہے جس سے موضوع کی اہمیت اور بھی واضح ہو جاتی ہے کہ تینوں ادیبوں کے نزدیک
کردار نگاری، جزئیات نگاری وغیرہ کی اہمیت نہ تھی بلکہ اس موضوع کی پیشکش تھی کہ جس کے
بارے میں لکھا اور سوچا نہ گیا۔ عام آدمی یا عام ادیب ایسی باتوں کو موضوع نہیں بناتے اور یہ
فرق ان ادیبوں کے حساس ذہنوں کا غماز ہے۔ ان تینوں ادیبوں میں ایک عورت اور دو
ہیں، سب نے یکساں انداز میں سوچا اور عورت کو موضوع بنایا کہ ہر عورت روایتی انداز
زندگی گزارنے کا حوصلہ نہیں رکھتی۔ ان کہانیوں میں ایسی ہی عورتوں کو مرکز بنایا گیا ہے جو اپنے
دل کی آواز سنتی ہیں مگر معاشرے کے طے کردہ اصول ان کو احساسِ جرم میں مبتلا کرتے ہیں
وہ ان قواعد پر سمجھوتہ تو کر لیتی ہیں مگر خود کو فنا کر لیتی ہیں۔ یہ کہانیاں عورت کے ان جذبات کی
عکاسی کرتی ہیں جن کا ذکر بھی ممنوع ہے اور عورت کے دل کی آواز کو سناتی ہیں جس کو
عورت نے بھی دبایا ہے۔

Scanned by CamScanner